2690-ایک عیسائی کیساتھ سنجیدہ بات چیت

سوال

میں آپ کی ویب سائٹ کے صفحات دیکھ رہی تھی جس میں مجھے بہت فائدہ ہوا اس لیے کہ میں ایک دینی مدرسے کی عیسائی طالبہ ہوں اور مزید تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہوں ، میں مندرجہ ذیل اشیاء میں آپ کی رائے جاننا چاہتی ہوں کہ آیا یہ اشیاء صحیح ہیں ؟

اسلام میں جنت شراب اور عورت اور غناء موسیقی کا نام ہے اور جنت میں جانے کے لیے جو راستہ ہے وہ ان سب اشیاء سے دور رہنے کا ہے جو کہ اسے ان سے بچنے کی بنا پر جنت میں ملیں گی اور اس کے ساتھ ساتھ ارکان اسلام کی بھی پابندی کرنی ضروری ہے ۔

اسلام میں اس بات کی ضمانت نہیں کہ نجات اور خلاصی ہو جائے گی ، بلکہ صرف اتنا کہا جاتا ہے کہ اپنی زندگی میں اس راستہ کی پیروی کرو اور اس پر چلو تو تمہیں اللہ تعالی کی طرف سے کامیابی اور نجات وخلاصی حاصل ہوگی اور اس کی کوئی ضمانت نہیں ، اور میں بغیر ضمانت کے جینا پسند نہیں کرتی ۔

مجھے علم ہے کہ مسلمان غلطی کا اصلا اعتقاد نہیں رکھتے لیکن بعض نظر اس کے کہ انسان غلطی پر پیدا ہوا ہے کہ نہیں ، کیا آپ میری اس میں موافقت نہیں کرتے کہ انسان سے غلطی ہوتا ہے اور وہ بہت ہی زیادہ غلطی کرنے والا ہے ؟

انسان اپنی غلطی اور خطاء کے بارہ میں کیا کرے ؟ مجھے توبہ کے متعلق سمجھ تو ہے لیکن ظاہر یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کے ہاں کسی کے لیے بھی نجات تک پہنچنا ممکن نہیں اسی لیے اللہ تعالی نے اپنے بیٹے کو بھیجا کہ وہ ہمارے لیے صلیب پر قتل کردیا جائے اور ہمیں ہمارے اگلے پچھلے سب گناہوں سے نجات مل جائے اور کفارہ بنے ۔

اسلام میں نجات کی کوئی ضمانت نہیں یہ ایسا معاملہ ہے جو حقیقی طور پر بڑا خوفناک ہے کہ آپ نجات کے لیے بغیر ضمانت زندگی گزاریں اور آپ اپنی زندگی گزار دیں اور یہ بھی علم نہ ہو کہ آپ نے اتنے اعمال کر لیے ہیں جو آپ کو قیامت کے دن کامیاب کردیں اور نجات دلا دیں گے ، اور یہ بھی آپ نہیں جانتے کہ آپ نے اتنی نمازیں پڑھ لیں ہیں کہ نہیں جو آپ کو کافی ہوں ۔ ۔ ۔ حقیقتا یہ معاملہ بہت ہی مرعب ہے ۔

میں نے اپنے کئی ایک مسلمان دوستوں سے یہ سوال کیا ہے کہ کیا وہ موت کے بعد یقینا جنت میں جائیں گے یا کہ آگ میں ؟ لیکن ابھی تک ان میں کسی نے بھی جواب نہیں دیا ، اسلام میں کوئی بھی کسی قسم کی نجات کی ضمانت نہیں اس لیے کہ یہ اعتقاد ہی نہیں کہ مسیح علیہ اسلام پر ایمان ہو اور وہ نجات دلائیں بلکہ اسلام تو ہر ایک شخص کے فعل اور اس کے اعمال پر اعتماد کرتا ہے ۔

یہ بھی ہے کہ : اگر میں مسلمان ہونا چاہوں تو میں اس کی طاقت نہیں رکھتی جب مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے کہ وہ لوگوں میں سے چنے ہوئے ہیں تو پھر وہ اپنے دین کو پھیلاتے کیوں نہیں ؟ کیا یہ ہی کافی ہے کہ آپ اس پر ہی خوش ہوتے رہیں کہ آپ مسلمان پیدا ہوئے ہیں ؟

اور اگر کوئی انسان عیسائی ہونا چاہے تو وہ اس کی طاقت رکھتا ہے اور کسی بھی شخص کے لیے ممکن ہے کہ وہ چند سیکنڈوں میں عیسائیت قبول کر کے عیسائی بن جائے ، میں جب پیدا ہوئی تھی تو عیسائی نہیں تھی ، اور عیسائی یہ کہتے اور یقین رکھتے ہیں کہ مسیح عیسی علیہ السلام ہی رب کی طرف واحد راستہ ہیں ۔

عیسی علیہ السلام نے اپنے متعلق فرمایا ہے کہ : میں ہی راستہ ہوں میں ہی حق ہوں ، میں ہی زندگی ہوں کوئی بھی میرے بغیر والد تک نہیں پہنچ سکتا اس نے یہ نہیں کہا کہ میں بھی ایک راستہ ہوں بلکہ یہ فرمایا کہ میں ہی راستہ ہوں ۔

اور یہ بھی فرمایا کہ میں اور باپ ایک ہی ہیں ۔

مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ کوئی شخص ان حقائق سے جان بوجھ کر کس طرح اندھا ہو رہے الا یہ کہ اس نے اس سے قبل یہ کچھ سنا نہ ہو تو اور بات ہے ، میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے اس کا جواب دیں اور اس پر اپنی طرف سے کوئی تعلیق چڑھائیں ۔

پسندیدہ جواب

ہم سائلہ کے یہ سوال کرنے پراس کی قدر کرتے ہیں کہ اس نے دین اسلام کے بارہ میں جو تصورات پیش آئے تھے وہ ہمارے سامنے پیش کیے ہیں تاکہ اس سے کوئی فائدہ حاصل کرسکے ، ہم امید کرتے ہیں کہ جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا مناقشہ اور جو تصورات آپ نے ہمارے سامنے پیش کیئے ہیں ان کی تصحیح کی جائے تاکہ حقیقت حال تک پہنچا جائے اور اس کا علم ہو اور اس پر اطمنان بھی حاصل ہو :

1- جنت کے بارہ میں جو اسلامی عقیدہ کے موضوع میں کہا گیا ہے کہ جنت ایک ایسی نعمت ہے جو شراب اور عورتیں اور موسیقی و گانے وغیرہ کا نام ہے ، یہ ایک ایسا تصور ہے کہ جس میں صحیح عقیدہ کے مطابق بہت ہی زیادہ نقص پایا جاتا ہے ۔

اس لیے کہ جنت کی نعمت کوئی صرف حسی اور جسدی ہی نہیں بلکہ یہ ایسی نعمت ہے جو قلبی اور اطمنان اور اللہ سبحانہ وتعالی کی رضا و خوشنودی اور اس کے قرب و جوار سے بھی تعلق رکھتی ہے ، بلکہ جنت میں مطلق طور پر سب سے عظیم نعمت اللہ سبحانہ وتعالی کا دیدار ہے

اس لیے کہ جنتی لوگ جب اللہ تعالی کے چہرہ کا دیدار کریں گے تو ہر قسم کی نعمت کو بھول جائیں گے ، حالانکہ جنت میں وہ نعمتیں ہیں جو نفسوں کی لذت اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اور اس جنت میں نہ تو کوئی لغوبات سنیں گے اور نہ ہی کوئی گناہ ہوگا بلکہ سلام سلام ہی پکارا جائے گا ، اور کسی بھی جان کو یہ علم نہیں کہ ان کے اعمال کے بدلے میں اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا چھپا کر رکھا گیا ہے ، تو یہ سب کچھ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جنت کی نعمتیں صرف وہ ہی نہیں جو آپ نے ذکر کیں ہیں بلکہ وہ تو اس سے بھی کئی حصہ زیادہ ہیں ۔

2- آپ نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ جنت میں اس وقت جایا جاسکتا ہے جب کچھ معین حرام کردہ اشیاء کو ترک کردیا جائے تاکہ انسان اس سے آخرت میں کامیابی حاصل کرسکے ، تو اس اطلاق کے لحاظ سے یہ بھی ایک بہت بڑی غلطی ہے ۔

جبکہ اسلام ایسا دین ہے جو کہ عمل کا بھی حکم دیتا ہے نہ کہ صرف کسی چیز کے ترک کرنے کا ، تو اس لیے نجات اور کامیابی اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتی جب تک مامورات پر عمل نہ کیا جائے اور کامیابی کا انحصار صرف منع کردہ اشیاء کو ترک کرنے پر ہی نہیں ہے ، تو واجبات پر عمل اور حرام اور منع کردہ سے رکنا دونوں کو شامل ہوگا ۔

اور اسی طرح ہر وہ چیز جو دنیا میں حرام ہے اس کے بدلہ میں جنت میں صرف وہ ہی نعمت نہیں بلکہ جنت میں کتنی ہی اور ایسی نعمتیں ہیں جو دنیا میں بھی مباح اور حلال تھیں اور وہ جنت بھی پائی جائیں گی :

مثلا دنیا میں شادی کرنا حلال و مباح ہے اور جنت میں بھی یہ نعمت پائی جائے گی اور بہت سے اچھے اور پاکیزہ پھل اس دنیا میں مباح و حلال ہیں مثلا انار ، اور انجیر وغیرہ اور یہ چیزیں جنت کی نعمتوں میں بھی شامل ہیں اور اسی طرح دودھ اور شہد دنیا میں حلال اور مباح ہے تو جنت میں بھی یہ نعمتیں پائی جائیں گی ۔

بلکہ معاملہ یہ ہے کہ دنیا میں حرام کردہ اشیاء میں جو فساد پایا جاتا ہے وہ آخرت میں دور کردیا جائے گا اور وہ جنت کی نعمتیں اس فساد سے پاک ہوں گی مثلا شراب تو جنت کی شراب دنیا کی شراب کی طرح نہیں ہوگی بلکہ اس کے بارہ میں اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا ہے :

{نہ تو اس میں سر درد ہو اور نہ ہی اس کے پینے سے بہکیں گے }. ۔

تو جنت میں یہ شراب پینے سے نہ تو عقل میں فتور آئے گا اور نہ ہی سر ہی چکرانے لگے گا اور نہ ہی بہکی بہکی باتیں کرے گا تو اس طرح جنت میں شراب اس دنیا کی شراب میں فرق ہوگا ۔

تو مقصد یہ ہے کہ جنت کی نعمتیں صرف دنیاوی محرمات کو جنت میں مباح کرنے پر ہی مقتصر نہیں اور اسی طرح ایک اور چیز پر تنبیہ کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ دنیا میں کچھ ایسی حرام کردہ اشیاء بھی ہیں جنہیں دنیا میں ترک کرنے کی وجہ سے آخرت میں ان کے بدلہ میں کوئی اور چیز نہیں دی جائے گی چاہے وہ کھانے والی اشیاء ہوں یا پھر پینے والی یا افعال ہوں اور یا پھر اقوال ۔

مثلا زہر جنت میں کوئی نعمت نہیں ہوگی حالانکہ دنیا میں اسے حرام قرار دیا گیا ہے، اور اسی طرح لواطت اور حرام نکاح وغیرہ بھی آخرت میں کوئی نعمت نہیں ہوں گے حالانکہ دنیا میں اسے حرام قرار دیا گیا ہے، الحمدللہ یہ چیز بہت ہی واضح ہے۔

3–اور رہا مسئلہ ضمانت کا کہ اسلام میں کوئی ضمانت نہیں اور آپ نے جو تعبیر کیا ہے کہ اگر کسی کے پاس جنت میں داخل ہونے کی ضمانت نہیں تو اس کی زندگی ردی اور بڑی خراب رہے گی تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

اس نتیجہ تک لانے والی چیز غلط قسم کا برا تصور ہے، اور اگر آپ یہ کہتیں کہ اگر ہر شخص کے پاس جنت میں جانے کی ضمانت ہوتی تو یہ اس سے بڑی مصیبت تھی، اس لیے کہ اس ضمانت کی بنیاد پر ہر شخص حرام کاری کرتا اور ہر محظور اور منع کردہ کام کا ارتکاب کرتا۔

دیکھیں بہت سے یھودیوں اور عیسائیوں میں مجرم قسم کے لوگ اسی باطل ضمانت اور معافی کے سرٹیفکیٹ اور پادریوں سے معافی و درگزر کی بنا پر جرم کا ارتکاب کرتے ہیں، اور ہمارے رب نے ان لوگوں کے بارہ میں ہمیں اپنے اس فرمان میں بتایا ہے کہ:

{وہ وہ یہ کہتے ہیں کہ جنت میں صرف یھودی اور عیسائی ہی داخل ہوں گے ان کے علاوہ کوئی اور نہیں جائے گا، یہ تو صرف ان کی آرزوئیں ہیں، ان سے کہو کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کرو} البقرۃ (111)۔

اور ہم مسلمانوں کے ہاں جنت کوئی ایسی چیز یا معاملہ نہیں کہ جو ہماری یا کسی اور کی خواہشات پر مبنی ہو جس طرح کہ ہمارے رب تعالی نے بھی اپنے اس فرمان میں کہا ہے:

{حقیقت حال نہ تو تمہاری آرزو کے مطابق ہے اور نہ اہل کتاب کی امیدوں پر موقوف ہے، جو بھی برا کرے گا اسکی سزا پائے گا اور کسی کو بھی نہیں پائے گا جو اللہ تعالی کے پاس اسکی مدد و حمایت کرسکے} النساء (123)۔

اب ہم آپ کے لیے ذیل میں اس ہونے والی ضمانت کے بارہ میں اسلامی اعتقاد کا مختصر سا نوٹ پیش کرتے ہیں:

اسلام ہر اس شخص کے لیے یقینی اور قطعی ضمانت مہیا کرتا ہے جو موت تک اخلاص کے ساتھ اللہ تعالی کی اطاعت و فرمانبرداری کرے، اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنی کتاب عزیز میں فرمایا ہے:

{جو ایمان لائیں اور اعمال صالحہ کریں ہم انہیں ان جنتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں جہاں یہ ابدی طور پر ہمیشہ کے لیے رہیں گے، یہ اللہ تعالی کا وعدہ جو سراسر سچا ہے اور کون ہے جو اپنی بات میں اللہ تعالی سے زیادہ سچا ہو؟} النساء (122)۔

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا ہے:

{اللہ تعالی کا وعدہ ہے کہ جو ایمان لائیں اور اعمال صالحہ کریں ان کے لیے وسیع مغفرت اور بہت بڑا اجر و ثواب ہے} المائدۃ (9)۔

اور ایک جگہ پر اللہ تعالی نے کچھ اس طرح فرمایا:

{ہمیشگی والی جنتوں میں جن کا غائبانہ وعدہ اللہ مہربان نے اپنے بندوں سے کیا ہے، بیشک اس کا وعدہ پورا ہونے والا ہی ہے} مریم (61)۔

اور اللہ سبحانہ وتعالی نے سورۃ الفرقان میں اس طرح فرمایا:

.{آپ کہہ دیجئے کہ کیا یہ بہتر ہے یا وہ ہمیشگی والی جنت جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے کیا گیا ہے جو ان کا بدلہ ہے اوران کے لوٹنے کی اصل جگہ ہے}.الفرقان (15) ۔

اور رب عرش عظیم کا یہ بھی فرمان ہے :

.{ہاں وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لیے بالاخانے ہیں جن کے اوپر بھی بنے بنائے بالاخانے ہیں اوران کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں رب کا وعدہ ہے اور وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا}.الزمر (20) ۔

اوراسی طرح اسلام اس کافر کو قطعی اوریقینی ضمانت فراہم کرتا ہے جو اللہ تعالی کے احکام سے پہلوتہی کرتا اوردین اسلام سے اعراض کرتا ہے وہ یقینا جہنم میں جائے گا ، اللہ تعالی نے اس کے بارہ میں کچھ یوں فرمایا :

.{اللہ تعالی ان منافق مردوں ، اور عورتوں اورکافروں سے جہنم کی آگ کا وعدہ کرچکا ہے جہاں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں ، وہی انہیں کافی ہے ان پر اللہ تعالی کی پھٹکار ہے ، اوران ہی کے لیے دائمی عذاب ہے}.التوبۃ (68) ۔

اورایک دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے فرمایا :

.{اورجو لوگ کافر ہیں انکے لیے دوزخ کی آگ ہے نہ تو اس میں ان کی قضا ہی آئے گی کہ وہ مرجائیں اورنہ ہی دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا وکم کیا جائے گا ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں}.فاطر (36) ۔

اوراللہ تعالی نے یوم الدین یعنی قیامت کے روز کا انکار کرنے والوں کے بارہ میں فرمایا :

.{یہی وہ دوزخ ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا ، اپنے کفر کا بدلہ پانے کے لیے آج اس میں داخل ہوجاؤ}.یس (63–64) ۔

تو اللہ تعالی نے جو وعدہ ان دونوں فریقوں یعنی مسلمان مومنوں اورکافروں سے کیا ہے وہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں کرے گا اورنہ ہی اس میں کوئی اختلاف اوروعدہ خلافی ہوگی جس طرح کہ اللہ تعالی نے روز قیامت کے ختم ہونے کے بعد ان کے حالات کا ذکر کیا ہے :

.{اوراہل جنت اہل دوزخ کو پکاریں گے کہ ہم سے جو ہمارے رب نے وعدہ فرمایا تھا ہم نے تو اس کو واقعہ کے مطابق اور سچا پایا ہے ، تو تم سے جو وعدہ تمہارے رب نے کیا تھا تم نے بھی اس وعدہ کو واقعہ کے مطابق سچا پایا ہے ؟ وہ کہیں گے ہاں ، پھر ایک منادی کرنے والا دونوں کے درمیان میں پکارے گا کہ ان ظالموں پر اللہ تعالی کی مار اورلعنت ہو}.الاعراف (44) ۔

توہر وہ شخص جو اللہ تعالی پر ایمان لایا اوراعمال صالحہ کیے اوراسی پر اس کی موت آئی تو وہ یقینا اور قطعی طور پر جنت میں داخل ہوگا ، اورہر وہ شخص جس نے کفر کیا اوربرے اعمال کیے اوراسی حالت میں اس کی موت واقع ہوئی تو وہ قطعی اوریقینی طور پر جنہم میں داخل ہوگا ۔

اورپھر اسلام کے قواعد میں سے ہے کہ مومن آدمی کو خوف اورامید کے مابین زندگی گزارنی چاہیے تو وہ اپنے آپ کے جنتی ہونے کا فیصلہ نہیں کرتا اس لیے کہ وہ اس بنا پر غرور میں آجائے گا اورپھر اسے یہ بھی علم نہیں کہ اس کی موت کس طرح اورکس پر آئے گی ؟

اورنہ ہی وہ اپنے آپ پر جہنم میں جانے کا حکم لگائے گا اس لیے کہ یہ اللہ تعالی کی رحمت سے ناامیدی ہے اورناامیدی حرام ہے ، تو مومن آدمی اعمال صالحہ کرتے ہوئے اس بات کی امید رکھتا ہے کہ اللہ تعالی ان پر اسے اجروثواب سے نوازے گا ، اوروہ اللہ تعالی کے عذاب اورسزا کے ڈرسے غلط اوربرے کاموں وگناہوں سے بچتا ہے ۔

اوراگروہ گناہ بھی کرے تواس سے توبہ کرتا ہے تا کہ وہ اللہ تعالی کی مغفرت وبخشش حاصل کرسکے اوروہ اپنی اس توبہ سے ہی آگ کے عذاب سے بچتا ہے ، اوراللہ تعالی بھی توبہ کرنے والے کے گناہ معاف کرتا اوراس کی توبہ قبول کرتا ہے ۔

اورآپ کے کہنے کے مطابق جب مومن اس سے ڈرتا ہے کہ اس نے جواعمال صالحہ کیے ہیں وہ کافی نہیں تووہ اللہ تعالی کا خوف اوراس سے امید کرتے ہوئے اپنے اعمال کوزیادہ کرتا ہے ، اورمومن جتنے بھی اعمال صالحہ زیادہ کرلے وہ ان پر بھروسہ نہیں کرتا اورنہ ہی وہ غرور کرتا ہے اس لیے کہ یہ کام کرنا اسے ہلاک کردے گا بلکہ وہ تواعمال صالحہ کرتا ہے اوراجرو ثواب کی امید رکھتا ہے ۔

اوروہ اسی وقت اپنے ان اعمال کرنے میں ریاء کاری تعجب اوراس کے تباہ ہونے سے بھی ڈرتا ہے ، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے اس فرمان میں کچھ اس طرح کہا ہے :

{اورجولوگ دیتے ہیں جوکچھ دیتے ہیں اوران کے دل کپکپار ہے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں}. المومنون (60) ۔

تواس طرح مومن آدمی اعمال بھی کرتا ہے اوراجروثواب کی امید بھی رکھتا ہے اورمخالفت بھی کرتا ہے حتی کہ وہ توحیداوراعمال صالحہ پرہی اللہ تعالی سے جاملتا ہے تووہ کامیاب وکامران ہوتا ہے اوراپنے رب کی رضا اورجنت کا مالک بنتا ہے ، اوراگرآپ اس معاملہ میں غورکریں توآپ کوعلم ہوگا کہ اعمال کے لیے یہی وہ صحیح دوافع اوراسباب ہیں ، اورزندگی میں استقامت بھی اسی سے حاصل ہوتی ہے ۔

4- اورجوآپ نے غلطی اورخطا کے بارہ میں میں کہا ہے اس پر کلام کئی وجوہات سے کی جائے گی :

پہلی :

عقیدہ اسلامیہ کا انسانی گناہ کے بارہ میں موقف یہ ہے کہ : جس طرح کوئی شخص صرف اپنے ہی عمل کا بوجھ برداشت کرتا ہے اسے کوئی اورنہیں برداشت کرتا تواسی طرح وہ کسی اورکے عمل کا بھی بوجھ برداشت نہیں کرتا اوراسے نہیں اٹھاتا جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{اورکوئی بھی کسی دوسرے کا بوجھ اورگناہ نہیں اٹھائے گا}. ۔

تواس طرح اصل کی غلطی والی سوچ صحیح نہیں بلکہ یہ ختم ہوجاتی ہے ، اس لیے کہ اگرباپ غلطی کرتا ہے تواولاد اورپوتوں کا کیا قصور ہے کہ وہ اس عمل کے بوجھ اورگناہ اٹھاتے پھریں جوان کے علاوہ کسی اورنے کیا ہو؟

نصرانی عقیدہ جوکہ ان کے باپ کی غلطی کواولادپرڈالتا ہے یہ بعینہ ظلم ہے ، توکیا کوئی عقل مند یہ کہہ سکتا ہے کہ کئی ایک زمانہ اوردورگزرنے کے باوجوداس گناہ کا تسلسل موجود ہے اوریہ کہ دادے پڑدادے کا گناہ پوتوں اوربعدمیں آنے والی نسلوں پر بھی ہوتا ہے ؟ ؟

دوسری :

یہ کہ غلطی کرنا یہ بشری طبیعت ہے اورطبعی چیز ہے اورپھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ فرمایا ہے کہ : (سب بنوآدم خطا کارہیں) سنن ترمذی حدیث نمبر (2423) ۔

لیکن اللہ تعالی نے انسان کو گناہ اور غلطی ہوجانے کی صورت میں عاجز نہیں بنایا کہ وہ اس کے بارہ میں کچھ بھی مالک نہیں بلکہ اللہ تعالی نے اسے فرصت اور موقع فراہم کیا ہے کہ وہ توبہ کرلے اور اس کے لیے توبہ اور واپس پلٹنے کا دروازہ کھلا رکھا ہے ۔

اور اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر والی حدیث میں فرمایا ہے کہ :

(اور سب سے بہتر خطا کار وہ ہے جو توبہ کرتا ہے) ۔

اور شریعت اسلامیہ میں اللہ عزوجل کی رحمت واضح نظر آتی ہے کہ جب اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو پکارتے ہوئے فرمایا :

{(میری جانب سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جان پر ظلم وزیادتی کی ہے تو اللہ تعالی کی رحمت سے ناامید نہ ہوجاؤ یقینا اللہ تعالی سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے واقعی وہ بڑی بخشش اور رحمت والا ہے } الزمر (53) ۔

یہ انسان کی طبیعت اور بشری تقاضا ہے اور جب وہ گناہ کرلے تو اس کی مشکل کی حل کا راستہ یہ ہے ، لیکن اس بشری طبیعت جو کہ خطاء اور غلطی کی طبیعت ہے کو رب اور بندے کے درمیان ایک روک اور ممنوع بنا لیا جائے اور یہ کہ بندہ اپنے رب کی رضا اس وقت تک حاصل کرہی نہیں سکتا جب تک کہ (ان کے گمان کے مطابق) وہ اپنے بیٹے کو نازل نہ کردے تاکہ وہ ذلیل ورسوا ہوکر (اپنے باپ !!) کی آنکھوں اور نظر کے سامنے سولی پر لٹکے تو پھر اس وقت بشریت کے گناہوں کو بخش دیا جائے ۔

تو یہ معاملہ بہت ہی تعجب خیز اور گراہوا اور صرف اس باطل کلام کو بیان کرنے سے ہی اس کا رد ہوجاتا ہے اس پر رد کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی ، میں نے ایک مرتبہ اس مسئلہ پر بحث کے دوران ایک نصرانی سے کہا کہ جب تم یہ کہتے ہو کہ اللہ تعالی نے اپنے بیٹے کو اس وقت موجود انسانوں یا پھر بعد میں آنے والوں پر فدا ہونے اور سولی پر چڑھنے کے لیے نازل فرمایا ہے تو پھر آپ یہ بتائیں کہ وہ لوگ جو کہ ولادت مسیح علیہ السلام سے قبل گناہ گار ہی مرگئے اور انہیں اس عقیدے کا علم نہ ہوسکا کہ وہ اس کے صلیب پر چڑھنے والے عقیدہ پر ایمان رکھیں تاکہ وہ ان کے گناہ معاف کردے تو ان لوگوں کا کیا ہوگا ؟

تو اس نے صرف اتنی سی بات کہی یقینا اس کا رد ہمارے پادریوں کے پاس ہوگا ! اور اگر اس کا رد پایا بھی گیا تو وہ باطل کلام کو مزین کرکے پیش کی جائے گی تو وہ کیا کہیں گے ؟

اور آپ بھی جب بشری خطا کے بارہ میں نصرانی عقیدہ عقل وانصاف کے سامنے پیش کریں گے تو آپ یہی دیکھیں گے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ رب نے اپنے اکیلے اور چہیتے بیٹے کی قربانی دی ہے تاکہ اس کے ساتھ سب لوگوں کے گناہ بخش دے ، اور یہ بیٹا الہ و معبود ہے ۔

اور اگر یہ الہ تھا اسے مارا بھی گیا اور اسے گالی بھی نکالی گئی اور پھر اسے سولی پر بھی لٹکایا گیا تو وہ مرگیا ، تو یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو اپنے اندر الحاد چھپائے ہوئے ہے اور اس میں اللہ سبحانہ وتعالی پر کمزوری اور مددترک کرنے کا بہتان ہے ۔

اور کیا رب ذوالجلال اپنے سب بندوں کے ایک ہی کلمہ کے ساتھ گناہ معاف کرنے سے عاجز ہے ؟ اور اگر ایسا ہی ہے حالانکہ اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے (اور عیسائی بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتے) تو وہ کونسی چیز ہے جو اس بنا پر اس کے بیٹے کو قربانی کا بکرا بنا رہی ہے ؟ (اللہ تعالی ان ظالموں کے باتوں سے بلند وبالا ہیں) ۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{ وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے ، اللہ تعالی کی اولاد کہاں ہوسکتی ہے حالانکہ اس کے کوئی بیوی تو ہے نہیں اور اللہ تعالی نے ہر چیز کو پیدا فرمایا ہے اور وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے } الانعام (101) ۔

اورا گرایک عام شخص اس بات پر راضی نہیں ہوتا کہ وہ اپنے بیٹے کو کوئی تکلیف پہنچتا دیکھے بلکہ وہ تو اس کا دفاع کرتا ہے کہ اسے کوئی تکلیف نہ ہو، اور نہ ہی وہ اس بات پر راضی ہوتا ہے کہ وہ اسے دشمن کے سپرد کردے تاکہ وہ اسے تکلیف دے یا پھر اس پر سب وشتم کرے۔

اور پھر اسے قتل کرنے کے لیے پیش کردینا اوراسے بہت برے طریقے پر سولی پر لٹکانا جوکہ بہت ہی برا قتل ہے کس طرح ہوسکتا ہے، جب عام مخلوق میں سے ایک شخص کی یہ حالت ہے پھر رب ذوالجلال کے متعلق یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

تیسری:

نصاری کا گناہوں سے کفارہ والے عقیدے کا انسانی زندگی پر سلبی اثر ہے، جس طرح کہ آپ نے بیان کیا ہے اس لحاظ سے تو نصرانی عقیدہ کے مطابق انسان پر کوئی بھی کسی چیز کا التزام کرنا ضروری نہیں بلکہ اسے صرف یہ عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالی نے اپنے بیٹے کو اس زمین پر سولی پر لٹکنے اور لوگوں کے گناہوں کے کفارہ میں مرنے لیے لیے بھیجا تھا۔

تو اس طرح کا عقیدہ رکھنے والا نصرانی ہوجائے گا اوراسے رب ذوالجلال کی رضا اور جنت میں داخل ہونے کی ضمانت مل جائے گی، اور یہ ہی نہیں بلکہ وہ یہ بھی عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالی کے بیٹے کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا وہ اگلے پچھلے اور حاضر و مستقبل کے تمام گناہوں کا کفارہ ہے۔ جس کے بعد کسی بھی نصرانی معاشرے کو قتل وغارت اورچوری چکاری اور غصب اور ہمیشہ شراب نوشی اوردوسرے گناہوں پر کوئی باز پرس نہیں ہوگی؟

کیا مسیح علیہ السلام ان گناہوں کے کفارہ میں نہیں مرے؟ اوروہ سارے گناہ معاف اور مٹا نہیں دیے گئے؟ تو پھر معاصی اورگناہ کرنے سے کیوں روکتے ہیں؟۔

آپ کو اپنے رب کی قسم مجھے ذرا یہ تو بتاؤ کہ اگر تمہاری نظروں میں جرم کرنے والے مجرم کے گناہوں کا کفارہ ادا کردیا گیا ہے اوراسکے سارے جرائم مسیح علیہ السلام کے خون کے بدلے میں معاف کردیئے گئے ہیں تو پھر تم قاتل کو بعض اوقات سزائے موت کیوں دیتے ہو؟

اور پھر مجرم کو قیدی کیوں بناتے ہو اور مجرم کو مختلف قسم کی سزائیں کیوں دیتے ہو؟ کیا یہ ایک عجیب وغریب تناقض نہیں؟

5– آپ نے جو اپنی کلام میں کہا ہے کہ مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ انسانوں میں اللہ تعالی کی اختیار کردہ برگزیدہ قوم ہیں تو پھر اپنا عقیدہ پھیلاتے کیوں نہیں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ: ان میں سے مخلص اورکتاب وسنت پر عمل کرنے والے مسلمان تو اس کام کو نبھا رہے ہیں اور یہ عقیدہ پھیلا رہے اوراس کی دعوت بھی دیتے ہیں اوراگر یہ کام نہیں تھا تو آپ یہ بتائیں کہ وہ کونسی چیز ہے۔ جس نے اسلام کو مکہ مکرمہ سے نکال کرانڈونیشیا اورسائبریا اور مغرب میں اوراسی طرح بوسنیا اورجنوبی افریقہ اور مشرقی ومغربی ممالک میں پہنچایا اورپھیلایا؟

کچھ مسلمانوں کے سلوک اورمعاملات میں آج جو بعض غلطیاں اوراخطاء پائی جاتی ہیں وہ اسلام پر نہیں ڈالی جاسکتیں اورنہ ہی اس میں اسلام کا قصور ہے اورنہ ہی اسلام اس کا سبب ہے بلکہ یہ تو صرف اسلام کی مخالفت کی بنیاد پر پائی جاتی ہیں۔

یہ کوئی عدل وانصاف نہیں کہ کسی منہج کے کچھ پیروکاروں اور متبعین جنہوں نے منہج سے انحراف اوراس کی مخالفت کی ان کی غلطیاں اس منہج پر ڈال دی جائیں، کیا مسلمان عیسائیوں سے زیادہ عدل وانصاف کے مالک نہیں کہ جب وہ اس کا اقرار کرتے اورکہتے ہیں کہ گنہگار شخص اگر اپنے گناہ سے توبہ نہیں کرتا تو اللہ تعالی کے عقاب وسزا کا مستحق ٹھرے گا۔

اور پھر کچھ گناہ تو ایسے ہیں جن کی حد تو اسے دنیا میں ہی لگائی جاتی ہے اور یہ حد اس کے لیے آخرت میں اس کا کفارہ بنے گی مثلا قتل اورچوری اور زنا کی حدیں الخ۔

6-اور آپ نے جو یہ کہا ہے کہ انسان کا عیسائیت میں داخل ہونا اسلام سے بھی آسان ہے یہ ایک ایسی بات ہے جو سراسر حقیقت اور واقع کے خلاف اور غلط ہے اس لیے کہ اسلام کی چابی اور اس میں داخل ہونے کے لیے صرف دو کلمات پکارنے پڑتے ہیں :

(أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله) میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی اور معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے رسول ہیں ۔

ان کلمات کے کہنے سے ہی چند سیکنڈ کے اندر شخص مسلمان بن جاتا اور اسلام میں داخل ہوجاتا ہے اور کسی پادری اور تعمید و بپتسمہ کی ضرورت نہیں اور نہ ہی کسی خاص جگہ یعنی مسجد وغیرہ میں جان پڑتا ہے ۔

آپ اسلام میں داخل ہونے اور عیسائیت کے قبول کرنے میں جو عمل کیے جاتے ہیں ان کے درمیان موازنہ کر کے دیکھیں کہ عیسائیت قبول کرتے وقت جو کچھ مضحکہ خیز تعمید و بپتسمہ کیا جاتا ہے وہ کیا ہے اور پھر عیسائی صلیب کو مقدس سمجھتے ہیں جس نے ان کے گمان کے مطابق تو انہیں تکلیف دی اور اسی صلیب پر انہیں سولی پر لٹکایا گیا

لیکن پھر بھی وہ اسے مقدس اور اس میں برکت اور شفا سمجھتے ہیں حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ اس کی مذمت کرتے اور اسے ناپسند کرتے اور اسے ایک ظلم کی نشانی اور الہ کے بیٹے کی موت کی قبیح شکل گردانتے !!! اور یہ وہی ہے جس نے اس کی کمر دھری کردی اور اسے نیند سے بھی محروم کردیا ۔

7-کیا آپ میرے ساتھ یہ نہیں دیکھتیں کہ مسلمان باقی سب لوگوں سے زیادہ حق پر ہیں اور وہ سب انبیاء ورسولوں پر ایمان رکھتے اور ان کی عزت و توقیر کرتے ہیں اور ان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ سب انبیاء ورسول حق اور توحید پر تھے اور ہر ایک کو اللہ تعالی نے نبی بنایا اور اسے اس کی قوم کی طرف مبعوث فرمایا ۔

اور اسے اس دور اور جگہ کی مناسب شریعت سے بھی نوازا ، اور جب ایک انصاف کرنے والا نصرانی اور عیسائی یہ دیکھتا ہے کہ وہ عیسی علیہ السلام اور موسی علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ توارت وانجیل اور قرآن مجید پر بھی ان کا ایمان ہے ۔

اور پھر وہ یہ دیکھتا ہے کہ اس کی قوم کے لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کا ارتکاب کرتے ہیں اور ان کی نبوت کا انکار کرتے اور ان کی کتاب قرآن مجید کو جھٹلاتے ہیں تو اس کا انصاف اسے یہ نہیں کہتا کہ مسلمانوں کا پلڑا بھاری ہے اور وہ حق پر ہیں ؟

8-اور آپ نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے کہا ہے کہ : باپ تک میرے ذریعہ کے علاوہ کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا ۔

پہلے تو اس قول کا ثبوت پیش کرنا چاہیئے اور اس کی عیسی علیہ السلام کی طرف نسبت کی صحت کا ثبوت پیش کرنا بھی ضروری ہے ۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ کلام واضح طور پر باطل ہے ، تو اللہ عزوجل کو نوح ، ھود ، صالح ، یونس ، شعیب ، ابراھیم ، موسی ، عیسی ، اور دوسرے انبیاء علیھم السلام کے دور میں انسانیت نے اللہ تعالی نے کو کس طرح پہچانا ؟

اور اگر مقولہ کچھ اس طرح ہوتا کہ - بنی اسرائیل عیسی علیہ السلام کے دور میں اور ان کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دور تک - اللہ تعالی کے دین اور شریعت تک عیسی علیہ السلام کے بغیر نہیں پہنچ سکتے تو ہم یہ کہہ سکتے تھے کہ یہ بات صحیح ہے اور عبارت بھی سلیم اور اس میں کچھ جان ہے ۔

9-اور آپ نے جو مسیح علیہ السلام کی بات کو ختم کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ : میں اور باپ ایک ہی ہیں ، تو یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو کہ قابل قبول نہیں بلکہ مرفوض ہے اگر آپ عدل وانصاف کے راستہ پر چلتے ہوئے خواہشات اور تعصب سے علیحدہ ہوں تو آپ پر یہ واضح ہوگا کہ یہ قول (میں اور باپ) یہ کلمہ معطوف اور معطوف علیہ اور حرف عطف پر مشتمل ہے ۔

اورلغت کے قواعدمیں عطف تغایر کا تقاضہ کرتا ہے یعنی وہ کچھ اورباپ کچھ اور ہے ، اوراگرکوئی شخص یہ کہے کہ میں اورفلاں شخص توہرعقل مندیہ ہی سمجھے گا کہ وہ دواور مختلف ہیں اور 1+1+1=1 ایک کے مساوی ہے تو یہ بھی صحیح نہیں بلکہ سب عقلمندوں اورریاضی دانوں اوردوسروں کے ہاں مرفوض اورغیر صحیح ہے ۔

ہم آخرمیں اپنے اس مضمون کوختم کرتے ہوئے آپ کووصیت کرتے ہیں اورمیرے خیال میں آپ اس وصیت کورد نہیں کریں گی کہ آپ ان سب باتوں کوجوآپ نے پہلے کی ہیں پس پشت ڈالتے ہوئے یک سوہوکرکسی قسم کا بھی تعصب اپنے ذہن مین نہ رکھیں بلکہ خالی الذھن ہوکراللہ تعالی کے بارہ میں سوچیں اوراس سوچ میں آپ اللہ وحدہ لاشریک سے ھدایت طلب کریں ۔

اوراللہ تعالی کی شان ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کوذلیل نہیں کرتا ، اوراللہ تعالی ہی سیدھے راہ کی طرف ھدایت دینے والا ہے ، اوروہ ہمیں کافی ہے اوربہت ہی اچھا کارساز ہے ۔

واللہ اعلم .